AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلام میں تفریح کا تصوراور فنونِ لطیفہ کے انتخاب کے بنیادی اصول: ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

THE CONCEPT OF ENTERTAINMENT IN ISLAM AND THE FUNDAMENTAL PRINCIPLES OF CHOOSING FINE ARTS: A RESEARCH AND CRITICAL REVIEW

Dr. Muhammad Ismail Khan
Assistant professor of islamic Studies, Government College Oghi Mansehra, Higher Education Department, Khyber Pakhtunkhwa.
ismailkh82@gmail.com
Dr. Talib Ali Awan
Assistant Professor,
Institute of Islamic Studies and Shariah
Muslim Youth (MY) University Islamabad
drtalibaliawan@gmail.com

Abstract:

Islam is a comprehensive and nature-aligned religion that teaches moderation and balance in all aspects of human life. The human natural disposition includes a desire for entertainment, comfort, and aesthetic feelings. Islam neither suppresses these natural instincts nor leaves them unchecked, but rather sets clear moral and legal boundaries for their expression. Entertainment is acknowledged in Islam as a legitimate and necessary activity, provided that it leads the individual towards spiritual and moral elevation, refines their character, and establishes a positive foundation for social life.The concept of entertainment in Islam is clarified through the Quran, Sunnah, the actions of the companions, and respected juristic opinions. This review establishes that entertainment is an essential part of human life, but Islam does not view it as merely a source of pleasure or time-passing triviality. Rather, entertainment is linked with purpose, moral responsibility, and moderation. In this context, the scope of selecting and creating fine arts, such as music, painting, poetry, drama, and other creative and cultural activities, is also defined.The research reveals that in Islam, fine arts are appreciated as long as they highlight the greatness of Tawhid (Oneness of God), promote moral values, remain within the bounds of modesty and dignity, and inspire human thought and actions towards good and righteousness. Arts that promote obscenity, immorality, oppression, shirk (associating partners with Allah), or moral degradation have no place in Islam. Islamic teachings do not consider the arts as merely a means of aesthetic pleasure but call for them to enhance the inner self and contribute to the cultural development of society.In the present age, when global trends in fine arts and entertainment show a marked deviation and liberalism, this research also sheds light on how Islamic societies should adhere to their principles when selecting fine arts and entertainment. The study clarifies that when entertainment and fine arts are promoted in accordance with Islamic principles, they can not only contribute to an individual's spiritual, mental, and physical development but also play a crucial role in the establishment of a pure, civilized, and balanced society.

Keywords: Fundamental Principles, Entertainment, Aesthetic Feelings, Islamic Societies, Liberalism, Establishment

اسلام ایک ہمہ گیر اور فطرت کے عین مطابق دین ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں اعتدال اور توازن کی تعلیم دیتا ہے۔انسان کی فطری ساخت میں تفریح، راحت اور جمالیاتی احساسات شامل ہیں۔اسلام نے ان فطری جذبات کی نہ تو سرکوبی کی ہے اور نہ ہی ان کو بے لگام چھوڑا ہے بلکہ ان کے اظہار کے لیے واضح اخلاقی اور شرعی حدود مقرر کی ہیں۔ تفریح کو اسلام میں ایک جائز اور ضروری عمل تسلیم کیا گیا ہے بشرطیکہ وہ انسان کو روحانی اور اخلاقی بلندی کی طرف لے جائے، اس کے کردار کو سنوارے اور معاشرتی زندگی کو مثبت بنیادوں پر استوار کرے۔اسلام میں تفریح کے تصور کو قرآن، سنت، آثارِ صحابہ، اور معتبر فقہی آراء کی روشنی میں واضح کرتا ہے۔اس جائزے میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تفریح انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہے، لیکن اسلام اسے محض لذت اندوزی یا وقت گزاری کے ایک غیر سنجیدہ عمل کے طور پر نہیں

دیکھتا، بلکہ تفریح کو مقصدیت، اخلاقی ذمہ داری اور اعتدال کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ اسی پس منظر میں فنونِ لطیفہ جیسے موسیقی، مصوری، شاعری، ڈرامہ اور دیگر تخلیقی و ثقافتی سرگرمیوں کا انتخاب اور ان کی تخلیق کا دائرہ کار بھی متعین کیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ اسلام میں فنونِ لطیفہ کو اس وقت تک سراہا جاتا ہے جب وہ توحید کی عظمت کو اجاگر کریں، اخلاقی اقدار کو فروغ دیں، حیاء اور شرافت کے دائرے میں رہیں، اور انسانی سوچ اور عمل کو خیر اور بھلائی کی طرف مائل کریں۔ ایسے فنون جو بے حیائی، فحاشی، ظلم، شرک یا اخلاقی انحطاط کی ترویج کریں، اسلام میں ان کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی تعلیمات فنون کو محض ذوقی اور جمالیاتی تسکین کا ذریعہ نہیں بناتیں، بلکہ ان کے ذریعے انسان کے باطن کو نکھارنے اور معاشرے کی تہذیبی تعمیر میں کردار ادا کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ موجودہ دور میں جب کہ عالمی سطح پر فنونِ لطیفہ اور تفریح کے رجحانات میں حد درجہ انحراف اور آزادروی دیکھی جا رہی ہے، اس تحقیقی جائزے میں اس امر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ اسلامی معاشروں کو کس طرح فنونِ لطیفہ اور تفریح کے انتخاب میں اپنے اصولوں پر کاربند رہنا چاہیے۔ یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ اگر اسلامی اصولوں کے مطابق تفریح اور فنون کو فروغ دیا جائے تو یہ نہ صرف فرد کی روحانی، ذہنی اور جسمانی نشوونما میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ ایک پاکیزہ، مہذب اور متوازن معاشرے کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

انسان کی فطری ضروریات میں سے ایک بنیادی ضرورت فرحت و انبساط کی طلب ہے۔ تفریح، کھیل کود، خوش طبعی، اور قومی و علاقائی روایات کی پاسداری انسان کے نفس کا ایک قدرتی تقاضا ہے۔ یہ جذبات نہ صرف انفرادی سکون کا باعث بنتے ہیں بلکہ اجتماعی زندگی میں توازن، محبت اور خلوص کا ماحول بھی قائم کرتے ہیں۔ اگر زندگی سے تفریح کا عنصر نکال دیا جائے تو انسانی معاشرت بے روح اور بے کیف ہو جاتی ہے۔

فنونِ لطیفہ: اسلامی تناظر میں جائزہ

اسلام، انسانی فطری میلانات اور جمالیاتی ذوق کا قائل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر حسن و جمال سے محبت رکھی ہے اور فنونِ لطیفہ جیسے شاعری، موسیقی، مصوری، خطاطی اور داستان گوئی، اسی فطری جذبے کی تخلیقی شکلیں ہیں۔ البتہ اسلام نے ان فنون کو مقصدیت، اخلاقی حدود اور شرعی تعلیمات کا پابند بنایا ہے۔

تفریح اور فنونِ لطیفہ کے انتخاب کے اسلامی اصول

اسلام، انسان کی فطری ضروریات کو تسلیم کرتا ہے اور اعتدال کے ساتھ تفریح اور فنونِ لطیفہ کی اجازت دیتا ہے، بشرطیکہ یہ سرگرمیاں دین کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ میں بھی ایسی متعدد مثالیں ملتی ہیں جہاں جائز حدود میں رہتے ہوئے تفریح اور فنون کو اپنایا گیا۔ تاہم، اسلام نے ان امور کے انتخاب کے لیے چند بنیادی اصول وضع کیے ہیں:

دینِ اسلام کے عقائد اور اخلاقیات سے عدم تصادم

تفریح اور فنون کا بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ توحید، رسالت، آخرت اور دیگر اسلامی عقائد کے منافی نہ ہوں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔"[1]

چنانچہ ایسی تفریحات یا فنون جو شرک، کفر یا دین سے دوری کا ذریعہ بنیں، ان کی اجازت نہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وہ کھیل اور تفریح جو معصیت یا غفلت کا سبب ہو، شریعت میں ممنوع ہے۔"

فرائضِ دینی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے غفلت نہ ہو

تفریح کا مقصد وقتی راحت ہے، نہ کہ دینی یا معاشرتی فرائض سے فرار۔ قرآن مجید میں ہے:

"اور جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] سورۃ الرعد، 13:28

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"ہر چیز کا ایک حق ہے اور تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔"[2]

لہٰذا ایسی تفریحات جو نماز، والدین کی خدمت، یا دیگر ذمہ داریوں سے غفلت کا سبب بنیں، قابلِ قبول نہیں۔

فحاشی، بے حیائی، جھوٹ، ظلم اور غیر اخلاقی رجحانات کی ترویج نہ ہو

اسلام میں فحاشی اور بے حیائی سے سختی سے روکا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بیشک اللہ بے حیائی اور برائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا۔"[3]

اسی طرح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شرم و حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔"[4]

ایسے فنون یا تفریحات جو جھوٹ، ظلم یا فحاشی کو فروغ دیں، ان سے اجتناب ضروری ہے۔

روحانیت، شرافت اور فکری پختگی کا ذریعہ

تفریح اور فنون کو محض تفنن یا وقت گزاری کا ذریعہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ انسان کی روحانی اور فکری بالیدگی میں مددگار ہونا چاہیے۔

قرآن مجید میں ہے:

"اور مومنوں کو فائدہ پہنچانے والی بات کہو۔"[5]

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فن اور تفریح اگر روح کو تازگی بخشے اور دل کو اللہ کی طرف مائل کرے، تو یہ عبادت کے درجے میں شامل ہو سکتی ہے۔"[6]

خیر، محبت، عدل اور حسنِ اخلاق کے فروغ کا ذریعہ

اسلامی معاشرہ خیر، محبت، عدل اور حسنِ اخلاق پر قائم ہے۔ تفریح یا فنون بھی انہی اوصاف کو فروغ دینے والے ہونے چاہئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سب سے[7] بہتر وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔"

ایسی سرگرمیاں جو معاشرتی خیر، باہمی محبت اور انصاف کے جذبات کو فروغ دیں، نہ صرف جائز بلکہ مستحسن قرار دی گئی ہیں۔

- دین کے بنیادی عقائد اور اخلاقیات سے ہم آہنگ ہوں،
- دینی و معاشرتی فرائض میں خلل نہ ڈالیں،
- فحاشی، ظلم اور جھوٹ سے پاک ہوں،

---

[2] امام بخاری، صحیح بخاری، دار ابن کثیر، بیروت، 1987ء، حدیث نمبر: 1968

[3] سورۃ الاعراف، 7:28

[4] امام بخاری، صحیح بخاری، دار ابن کثیر، بیروت، 1987ء، حدیث نمبر: 9

[5] سورۃ الاحزاب، 33:70

[6] امام غزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2005ء، جلد 2، صفحہ 357

[7] امام بخاری، صحیح بخاری، دار ابن کثیر، بیروت، 1987ء، حدیث نمبر: 3559

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- روحانی، فکری اور اخلاقی ترقی کا ذریعہ بنیں،
- اور خیر، محبت اور عدل کے فروغ کا سبب ہوں؛

موجودہ دور میں اسلامی تفریح اور فنون کے چیلنجز

موجودہ دور میں تفریح اور فنونِ لطیفہ کی دنیا میں کئی نئے چیلنجز نے جنم لیا ہے جن سے اسلامی معاشروں کو محتاط انداز میں نمٹنے کی ضرورت ہے۔ان چیلنجز کو تفصیل سے درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

بے مہار آزادی اور اخلاقی انحطاط

آج تفریح کے میدان میں آزادی کے نام پر فحاشی، عریانی، بے حیائی اور دین بیزاری کو فروغ دیا جارہا ہے۔
قرآن مجید نے ایسے اعمال کی سخت مذمت کی ہے:

"اور بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ، خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے۔"[8]

امام قرطبیؒ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"بے حیائی وہ اعمال ہیں جو عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ کے خلاف ہوں، اور دین میں ان سے سختی سے روکا گیا ہے۔"[9]

موجودہ فنون میں اخلاقی بگاڑ کا یہ رجحان نوجوان نسل کی روحانی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔

مغربی ثقافتی اثرات

مغربی ثقافت نے آزادی، انفرادیت پسندی اور لذت پرستی کے تصورات کو تفریح کی دنیا میں عام کیا ہے، جو اسلامی اجتماعی اور اخلاقی اقدار سے متصادم ہیں۔
ابن خلدون لکھتے ہیں:

"مغلوب قومیں ہمیشہ غالب قوموں کی ظاہری رسوم اور عادات کو اپنانے کی کوشش کرتی ہیں۔"[10]

یہ اثرات اسلامی معاشروں میں ثقافتی و فکری انحراف پیدا کر رہے ہیں۔

میڈیا اور جدید تفریحی ذرائع کا منفی کردار

ٹی وی، فلمیں، سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ نے تفریح کو فوری اور آسان تو بنادیا، لیکن اس کے منفی اثرات بھی نمایاں ہو گئے ہیں۔
امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نظر اور سماعت سے داخل ہونے والی چیزیں دل پر گہرے اثرات ڈالتی ہیں؛ پس ضروری ہے کہ انسان اپنی آنکھوں اور کانوں کی حفاظت کرے۔" آج میڈیا کے ذریعے جو تفریحات مہیا کی جارہی ہیں، ان میں اکثر اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزیاں پائی جاتی ہیں۔

اسلامی تفریح اور فنون کی ضرورت

ایسے ماحول میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اسلامی اقدار کے مطابق تفریح اور فنونِ لطیفہ کی صورتیں تیار کریں۔
شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

[8] سورۃ الانعام، 6:151

[9] امام قرطبیؒ، الجامع لأحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964ء، جلد 7، صفحہ 140

[10] ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت، 2004ء، صفحہ 245

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اسلام نہ تو روحانی زندگی کو یکسر مادی رنگ میں ڈھالنے کا قائل ہے اور نہ تفریح کو حرام قرار دیتا ہے؛ بلکہ ایک متوازن راہ تجویز کرتا ہے۔"[11]

اسلامی معاشرے میں تفریح اور فنونِ لطیفہ کا کردار

اسلامی معاشرہ فرد کی جسمانی، ذہنی، روحانی اور معاشرتی ضرورتوں کو متوازن انداز میں پورا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تفریح اور فنونِ لطیفہ بھی اگر اسلامی حدود میں رہیں تو وہ مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔اسلامی تفریح سماجی ہم آہنگی، بھائی چارہ اور عدل وانصاف کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مومن مومن کا آئینہ ہے۔"[12]

تفریح کے ذرائع اگر برادری، اخوت اور محبت کو بڑھائیں تو یہ معاشرتی فلاح کے ضامن ہوتے ہیں۔

اخلاقی ترقی کا وسیلہ

ایسی تفریحات جو سچائی، دیانتداری، عفت اور نیکی کو فروغ دیں، فرد اور قوم دونوں کی اخلاقی سطح بلند کر سکتی ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

"اور نیکی اور تقویٰ کے کام[13] وں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

اسلامی فنون، جیسا کہ خطاطی، نعت گوئی، اور اسلامی ادب، اخلاقیات کی ترویج کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

روحانی بالیدگی

تفریحی سرگرمیوں کا ایک مقصد روح کو تازگی دینا بھی ہے تاکہ انسان اللہ تعالی کی عبادت میں مزید خشوع و خضوع پیدا کر سکے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کھیل اور تفریح اگر جسمانی طاقت کو بحال کرنے اور عبادت کی تیاری کے لیے ہو تو یہ مستحب ہو جاتا ہے۔"[14]

ثقافتی تحفظ

اسلامی فنون جیسے خطاطی، تعمیرات، اور روایتی دستکاری، اسلامی شناخت اور ثقافت کے محافظ ہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"فنون اور صناعت میں اسلامی روح شامل ہو تو وہ دینی و دنیاوی فخر کا باعث بنتے ہیں۔"[15]

عملی اقدامات

اسلامی ثقافتی اداروں، تعلیمی مراکز، اور میڈیا کو چاہیے کہ:

- نعتیہ مشاعرے، اسلامی تھیٹر، اور دینی فلمیں ترتیب دیں۔

---

[11] عبداللہ عزام، من فقہ الجھاد، دار الفتح، عمان، 1989ء، جلد 1، صفحہ 64

[12] ابوداؤد، سنن ابوداؤد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2009ء، حدیث نمبر: 4918

[13] سورۃ المائدہ، 5:2

[14] امام نووی، شرح صحیح مسلم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2000ء، جلد 12، صفحہ 120

[15] ابن قیم، مدارج السالکین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، جلد 2، صفحہ 367

- اسلامی خطاطی، مصوری، اور آرکیٹیکچر کو فروغ دیں۔
- بچوں اور نوجوانوں کے لیے دینی اور اخلاقی موضوعات پر مبنی تفریحی مواد تیار کریں۔

اسلام کا تفریح اور کھیل کود کے بارے میں عمومی موقف

اسلام ایک زندہ اور مکمل دین ہے جو انسانی فطرت کی تمام جائز خواہشات کو تسلیم کرتا ہے۔ دینِ اسلام نے مسرت، تفریح اور کھیل کود کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ان سرگرمیوں کو معاشرتی ترقی اور توازن کے لیے ضروری بھی قرار دیا ہے۔

علوان لکھتے ہیں:

"الإسلام دين الواقع والحياة الانسانية، فلم يفترض فيهم ان يكون القلبية، وحظوظهم النفسية، و طبيعتهم هم فكراً، وكل تأملاتهم عبرة، وكل فراغهم عبادة، وانما اعترف الإسلام بكل ماتتطلبه الفطرة البشرية من سرور وفرح، ولعب ومرح، ومزاح ومداعبة، بشرط ان تكون في حدود ماشرعه الله، وفي نطاق أدب الإسلام۔"[16]

یعنی اسلام انسانی خوشی، تفریح اور مزاح کی ضروریات کو تسلیم کرتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ یہ سرگرمیاں حدودِ شرع اور اسلامی آداب کے دائرے میں رہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں تفریح کا مظہر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تفریح اور کھیل کود کی واضح مثالیں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ فرمایا، حبشیوں کے کرتب دیکھنے کے لیے مسجد نبوی میں انہیں جگہ دی، کشتی کے مقابلوں میں دلچسپی ظاہر کی، اور بچوں کے کھیل تماشے کو روکا نہیں۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

"ماكان من أمر مباح ورأى فيه الناس، فلا بأس بمشاهدته إذا خلا عن المنكرات "[17]

یعنی جو کھیل مباح ہوں، ان کا مشاہدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ کسی منکر یا خلافِ شریعت چیز سے خالی ہوں۔

کھیل کود اور مقابلہ جات: اسلامی اصول

اسلام نے کھیل کود میں مقابلہ بازی کو بھی پسند فرمایا ہے، مگر شرط یہ رکھی کہ یہ سرگرمیاں اخلاقی اور جسمانی بہتری کا باعث ہوں اور ان میں غیر اخلاقی یا ضرر رساں امور نہ ہوں۔ علامہ قدامہ کے مطابق:

"المسابقة بغير عوض تجوز مطلقاً من غير تقييد بشيء معين "[18]

یعنی کسی مالی انعام کے بغیر ہر قسم کے مقابلے جیسے دوڑ، کشتی، تیر اندازی، گھڑ سواری جائز ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت رکانہ سے کشتی لڑی اور صحابہ کو دوڑ اور طاقت آزمائی میں شریک ہوتے دیکھا، مگر ان کو منع نہیں فرمایا، جس سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ انسانی فطرت میں موجود مسابقتی جذبے کو مناسب حدوں میں جاری رکھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

قومی و علاقائی تہواروں اور ثقافتی روایات کی اسلامی حیثیت

اسلام نے مقامی تہواروں اور ثقافتی مظاہر کو کلیتاً رد نہیں کیا، بلکہ انہیں اسلامی اخلاقیات کے مطابق ڈھالنے کی تعلیم دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ کو ان کے تہواروں پر خوشی منانے کی اجازت دی بشرطیکہ ان میں کوئی شرک یا معصیت نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن لكل قوم عيداً وهذا عيدنا"[19]

---

[16] علوان، عبداللہ بن صالح. آداب المزاح۔ مکتبہ دار السلام، 2010، جلد 1، صفحہ 8۔

[17] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ دار المعرفہ، 1379ھ، جلد 10، صفحہ 582۔

[18] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ قاہرہ، 1388ھ، جلد 10، صفحہ 100

یعنی ہر قوم کا کوئی نہ کوئی دنِ مسرت ہوتا ہے اور یہ ہمارا دنِ عید ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تہواروں کا انعقاد بذاتِ خود ممنوع نہیں، بلکہ اس کے حدود کی رعایت ضروری ہے۔

تفریح میں اعتدال اور شریعت کی حدود

اسلام نے تفریح میں بھی ایک متوازن رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے۔نہ تفریح کو اس قدر غلبہ دیا جائے کہ مقصدِ حیات کو فراموش کر دیا جائے، نہ زندگی کو اس قدر خشک کر دیا جائے کہ فطری جذبات دب جائیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا"[20]

یعنی اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے، اس کے ذریعے آخرت کی طلب کر، اور دنیا میں سے اپنے حصے کو نہ بھول۔

اسلام انسانی زندگی کی تمام جہتوں کو توازن اور اعتدال کے ساتھ نظم دیتا ہے۔تفریح، کھیل کود، تہواروں اور ثقافتی سرگرمیوں کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ انہیں ایک خوبصورت اور اخلاقی سانچے میں ڈھال کر انسانی زندگی کو متوازن، خوشگوار اور نتیجہ خیز بناتا ہے۔مگر اسلام کی شرط یہی ہے کہ یہ سرگرمیاں اللہ کی حدود اور اسلامی اخلاقیات کی پاسداری کے دائرے میں رہیں، تاکہ انسان تفریح کرتے ہوئے بھی اپنے رب کی رضا کے راستے پر گامزن رہے۔

تفریحی سرگرمیوں کی شرعی حدود

اسلام نے تفریح اور خوش طبعی کو انسانی فطرت کا حصہ تسلیم کیا ہے اور اسے جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ یہ سرگرمیاں شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔اسلام نے تفریح کی اجازت دی ہے لیکن صرف ان سرگرمیوں کو جائز قرار دیا ہے جو حرام یا غیر اخلاقی سرگرمیوں سے پاک ہوں۔ایسی سرگرمیاں جن میں جادو گری، دھوکہ دہی، فریب، ڈرا دھمکا کر ایذا دینا، فحش رقص، دوسروں کا مذاق اُڑانا، حرام موسیقی اور آلات موسیقی کی موجودگی، فحش نمائش یا برہنگی، یا جانوروں اور پرندوں کو لڑانے جیسے کام شامل ہوں، وہ شریعت کی نظر میں ناجائز ہیں۔اس کے برعکس، اسلام ان سرگرمیوں کو پسند کرتا ہے جو اخلاقی اصولوں کے مطابق ہوں اور انسان کو جسمانی، ذہنی، اور روحانی سکون فراہم کریں۔نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "فرائض کے بعد اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کسی مسلمان کو خوش کرنا ہے۔" اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام خوشی اور خوش مزاجی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، بشرطیکہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق ہو۔

اسلام میں تفریح کا حقیقت پسندانہ تصور

اسلام نے تفریح کو صرف ایک تفریحی سرگرمی کی حیثیت سے نہیں دیکھا بلکہ اسے ایک ضروری جزو کے طور پر تسلیم کیا ہے جو انسان کی فطری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔جب انسان تھک جاتا ہے یا اس کی توانائی کم ہوتی ہے، تو تفریح ایک قدرتی طریقہ ہے جس سے اس کی جسمانی اور ذہنی تھکن دور ہوتی ہے اور وہ دوبارہ تازہ دم ہوتا ہے۔محمد السید الوکیل نے اسلام کے نقطہ نظر کو یوں بیان کیا: "یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ اسلام تفریحات کی مخالفت کرے یا انہیں اسلامی معاشرت میں حرام قرار دے۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے انہیں مہذب طریقے سے اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ انسان کے جسمانی اور روحانی توازن میں بہتری آئے۔" اسلام کی نظر میں ہر وہ کھیل یا سرگرمی جو معاشرتی اصولوں اور فضائل کے مطابق ہو، مباح اور جائز ہے، جبکہ وہ سرگرمیاں جو اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات کے مخالف ہوں، وہ ممنوع اور حرام ہیں۔[21]

انہی اصولوں اور حدود کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

---

[19] البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ مکتبہ دار السلام، 1997، حدیث نمبر 952۔

[20] القصص: 77

[21] ابن قیم، محمد بن ابراہیم . مدارج السالکین، بیروت: دار الجیل، 1994، 256

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان لکل ملک حمی الاان حمی اللہ فی ارضہ محارمۃ [22]

ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ محرمات ہے۔

انسانی زندگی کے تمام میدانوں میں ان محرمات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ مولانا محمود اشرف عثمانی کھیل کود کے حوالے سے اصولی باتیں اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

- زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہیے اور اپنا قیمتی وقت بہت دیکھ بھال کے صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہیے۔
- کھیل کود کو زندگی کا مقصود بنانا کسی حال میں درست نہیں۔ ایسا کرنا انفرادی اور اجتماعی سطح پر دنیا و آخرت کے خسارہ کو دعوت دیتا ہے۔
- اسلام میں سستی اور کاہلی کو ناپسند کیا گیا ہے جبکہ چستی اور فرحت شریعت میں مطلوب ہے۔ اس لیے ایسی تفریح طبع جو جائز حدود کے اندر ہوں یا مقصد ہو اور مقصود زندگی نہ بنے، شرعاً جائز ہے۔
- کھیلوں میں بھی وہ کھیل اختیار کرنے چاہیے جن کی رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دی ہے اور جو جہاد اور ادائے حقوق میں معاون اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔ [23]

حد اعتدال

انسانی زندگی اور وقت انتہائی قیمتی ہے، اسلام کھیلوں اور تفریح کی اجازت دیتا ہے لیکن ہمہ وقت تفریحات میں مشغولیت حد اعتدال کو متاثر کرتی ہے جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں بار بار متعین حدود سے تجاوز کرنے سے منع فرماتا ہے اور ایسے افراد سے بیزاری کا اظہار فرماتا ہے جو راہ اعتدال پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اسلام نے زندگی کا تعین انتہائی واضح انداز میں کیا ہے کہ اسے تو بطور آزمائش دیا گیا ہے۔ افراط و تفریط کسی بھی معاملے میں ہو منع ہے اور اللہ تعالی نے مومنوں کی یہ نشانی بیان کی کہ وہ میانہ روی (اعتدال) اختیار کرتے ہیں ۔ آپ ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ غربت کی واحد وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان راہ اعتدال پر عمل پیرا نہیں ہوتا اور جو شخص میانہ روی اختیار کرتا ہے، وہ بھی تنگدست نہیں ہو گا۔ اسلام ہر چیز میں اسراف اور زیادتی کو ناپسند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ عبادات میں بھی زیادتی کو تحسین کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، اسی طرح مزاح اور تفریح میں بھی اعتدال کو لوظ خاطر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ میڈیا اور اس میں بالخصوص سپورٹس اور انٹرنیمت میلاد نے اس افراط میں سب سے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ سارا سال کھیلوں، ڈراموں اور دیگر پروگرامر کی کوریج نے ایک خاص قسم کا نشہ کر دیا ہے جس سے عوام الناس اور طلباء بالخصوص انہی تفریحات میں اپنا انتہائی قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ کتے نے اس میں اعتدال کا اصول پیش کرتے ہوئے فرمایا:

اعط الوقت حقہ من اللھو الصباح بقدر مایعطی الطعام من الملح [24]

مباح کھیلوں کو اتنا وقت دو جتنا کھانے میں ایک ہوتا ہے۔"

کھیل کود اور ہنسی مذاق اعتدال میں رہ کر احسن انداز میں کیا جائے، جسے عقل اور فطرت سلیمہ پسند کرے اور سماج کے تعمیری مزاج کے مطابق ہو۔ موقع محل کی مناسبت سے مزاح مباح بلکہ مستحب ہے لیکن اس کی کثرت اور اس کام میں لگے رہنا مذموم ہے۔ یہی

تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا:

ولا تکثروا الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب [25]

---

[22] البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرا ء لدینہ۔ مکتبہ دار السلام، 1997، حدیث نمبر 52

[23] عثمانی، محمود اشرف۔ مولانا کھیل اور تفریح کی شرعی حدود۔ مکتبہ اسلامیہ، 2005، ص. 75

[24] عیسی، کمال محمد۔ خصائص مدرسۃ النبوۃ۔ مکتبہ دار السلام، 1997، ص. 121

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زیادہ نہ ہنسا کرو۔اس لیے کہ زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

من کثر مزاحہ استخف بہ [26]

جو مزاح میں اسراف کرے گا، اسے حقارت سے دیکھا جائے گا۔

کھیل کود میں بھی اعتدال کی حد یہ ہے کہ ان تفریحات میں فرائض دینیہ اور دنیویہ میں کوئی خلل نہ آئے۔ آپ ﷺ نے ہر اس چیز کو جو انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کرے، جو اقرار دیا۔ لہذا ہر ایسی سرگرمی جو انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دے، وہ حرام کے درجہ پر پہنچ جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے معاشی تگ و دو کو فرض قرار دیا ہے لیکن نماز جمعہ کے وقت معاشی سرگرمیوں کو بھی چھوڑنے اور صرف عبادت کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تعلمون [27]

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

بقائے زندگی کے لیے معاشی سرگرمیاں انتہائی ضروری ہیں لیکن عبادات کے وقت صرف عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور بقائے حیات کے ناگزیر پہلو کو بھی اتنے وقت کے لیے چھوڑ دینے کا حکم ہے تو وہ چیز جو محض تفریح طبع کے لیے کی جائے تو اس کی حیثیت کیا ہو گی؟

سواء كان ماذونا في فعله أو منهيا عنه كمن اشتغل بصلاة نافلة أو بتلاوة أو ذكر أو تفكر في معاني القرآن مثلاً حتى خرج وقت الصلاة المفروضة عمداً فانه يدخل تحت هذا الضابط واذا كان هذا في الاشياء المرغب فيها المطلوب فعلها فكيف حال مادونها [28]

کوئی شخص کسی بھی چیز میں ایسی مشغولیت اختیار کرے جس سے فرائض سے غفلت ہو جائے، خواہ وہ چیز شرعاً جائز ہو یا ناجائز۔ مثلاً کوئی شخص عمداً نفل نماز، تلاوت قرآن، ذکر اللہ یا معانی قرآن میں غور و فکر کے اندر اس طرح مشغول رہا کہ فرض نماز کا وقت جاتا رہا تو وہ بھی اس ضابطہ کے تحت داخل ہے۔ اور جب نفلی عبادت کا یہ حال ہے جن کے فضائل وارد ہیں اور جو شرعاً مطلوب ہیں

تو پھر اس سے کم درجہ کی اشیاء کا حکم کیا ہو گا؟

یعنی جب جائز اشیاء حقوق و فرائض کی ادائیگی سے غفلت میں ڈالیں تو وہ بدرجہ اولی صد جواز سے حد کراہت و حرمت میں داخل ہو جائیں گی۔ حضرت عائشہ نبی اکرم ﷺ کے امور حسنہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

كان رسول الله يحدثنا و نحدثه فاذا حضرت الصلاة كانه لم يعرفنا ولم نعرفه [29]

رسول اللہ ﷺ ہم سے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہتے، پھر جیسے ہی نماز کا وقت ہو جاتا تو ہم نماز کے لیے ایسے چلے جاتے کہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں نہ تھے۔"

ابن حجر عسقلانی تفریحات و مزاح میں اسراف کے نتائج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[25] ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحزن وا لبکاء، حدیث نمبر 4193۔ مکتبہ دار السلام، 1998۔

[26] لبیہقی، ابو بکر۔ شعب الایمان، حدیث نمبر 4897۔ مکتبہ دار السلام، 2003۔

[27] الجمعة: 26

[28] ابن حجر، احمد بن علی۔ فتح الباری۔ دار الکتب العلمیہ، 2005، ج: 11، ص. 91۔

[29] الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین، ج: 1، ص. 163۔ مکتبہ دار الکتب، 1990۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان المنهي عنه مافيه افراط أو مداومة عليه لمافيه من الشغل عن ذكر الله والتفكر في مهمات الدين ويئول كثيراً الى قسوة القلب والإيذاء والحقد وسقوط المهابة والوقار۔[30]

ایسا مزاح منع ہے جس میں افراط ہو یا جس پر ہمیشگی اور مداومت ہو کیونکہ اس طرح کا مزاح انسان کو یاد الٰہی اور دینی امور میں نظر سے غافل کر دیتی ہے اور ایسے مذاق کا ثمر قساوت قلبی، ایذا کینہ اور سقوط تعظیم و توقیر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

محمد بن علان الصدیقی کے مطابق ایسا مزاح ممنوع ہے جس میں افراط ہیشگی، دل کی کشتی آجائے اور جس میں ایسا مشغول ہو کہ ذکر الٰہی اور دینی امور میں رکاوٹ پیدا ہو اور جس سے شخصی وقار میں کمی واقع ہو اور دوسروں کو اس سے تکلیف ہو۔[31] علامہ عبد الرؤف مناوی لکھتے ہیں کہ مزاح وہ ممنوع ہے جس میں افراط یا ہمیشگی یا تکلیف ہو۔[32]

تفریحات اور کھیلوں کی حدود اور اسلامی نقطہ نظر

ڈاکٹر حمدان صوفی نے اسلام میں تفریح کے مقصد کو واضح کیا ہے کہ تفریح کا مقصد صرف وقت گزارنا یا فراغت کو پر کرنا نہیں ہوتا، بلکہ اس میں اسراف سے بچنا ضروری ہے۔ اسراف تب ہوتا ہے جب تفریح ایک مستقل عادت بن جائے اور انسان اپنی عبادات اور ذمہ داریوں سے غافل ہو جائے۔ اسلام میں اسراف حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کھاؤ پیو اور زیادتی نہ کرو، کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

اسی طرح مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے کھیل کے جواز کے لیے تین شرطیں بیان کی ہیں: کھیل سے مقصود محض ورزش یا تفریح ہو، کھیل جائز ہو اور اس میں کوئی ناجائز بات نہ ہو، اور اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔ شیخ فیصل بعدانی نے بھی مزاح میں اسراف کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ انسان کو دنیوی و اخروی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتا ہے۔[33]

وقت کی اہمیت اور کھیلوں کا معاشی پہلو

عصر حاضر میں کھیل محض تفریح نہیں بلکہ ایک معاشی صنعت بن چکی ہے جس سے لاکھوں افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ مغربی مفکرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کھیل کی صنعت کی ترقی میں وقت کی محدودیت کا اہم کردار ہے، جس کی وجہ سے پیداوار اور آمدنی کی صلاحیتیں محدود ہو جاتی ہیں۔ رسل ہوائے نے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے کہا: "کھیلوں کا انفرادی پہلو اس کی محدود دستیابی ہے، جہاں دیگر صنعتیں پیداوار بڑھا سکتی ہیں، وہیں کھیل اپنے متعین موسم اور کھیلوں تک محدود ہوتے ہیں"۔

اسلام تفریحات کی اجازت دیتا ہے لیکن اس شرط پر کہ ان سے انسان کی فطری، معاشرتی، مذہبی، سیاسی ذمہ داریاں متاثر نہ ہوں۔ کھیل و تفریح تب جائز ہیں جب یہ انسان کی زندگی کے اصل مقصد کو متاثر نہ کریں اور انسان اس میں اتنا مشغول نہ ہو جائے کہ اس کے قیمتی وقت کا ضیاع ہو۔ اسلام میں وقت کی قدر و قیمت کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اور قیامت کے دن ان سوالات کا تعلق انسان کے وقت کے صحیح استعمال سے ہوگا۔

وقت کی قدر و قیمت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زمانے کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے:

والعصر ان الانسان لفي خسر

قسم ہے زمانے کی انسان بڑے خسارے میں ہے۔

مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[30] ابن حجر، احمد بن علی۔ فتح الباری، ج:10، ص.526-517۔ دار الکتب العلمیہ، 2005۔

[31] الصدیقی، محمد بن علان۔ الفتوحات الربانية على الذكار النواوية، ج:6، ص.301۔ جمیعۃ النشر والتالیف الأزہریہ، بیروت، 2000

[32] المناوی، محمد بن تاج العارفین۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیرہ، ج:6، ص.421۔ المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، 1990۔

[33] حمدان صوفی، الإسلام والترويح، دار السلام، 2005، ص.142

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حق تعالیٰ نے ہر انسان کو اس کی عمر کے اوقات عزیز کے بے بہا سرمایہ دے کر ایک تجارت پر لگا دیا ہے کہ وہ عقل و شعور سے کام نے اور اس سرمایہ کو خالص قلع بالش کاموں میں لگائے تو اس کے منافع کی کوئی حد نہیں رہتی اور اگر اس کے خلاف کسی معزت رساں کام میں لگا رہا تو ضلع کی تو کیا امید ہوتی یہ راس المال بھی شائع ہو جاتا ہے اور صرف اتنا ہی نہیں کہ نفع اور رأس المال ہاتھ سے چلا جاتا رہا بلکہ اس پر سینکڑوں جرائم کی سزا یا کہ ہو جاتی ہے اور کسی نے اس سرمایہ کو ن کسی ضلع باش کام میں لگایا نہ مغفرت رساں میں تو کم از کم یہ خسارہ تو لازمی ہی ہے کہ اس کا قلع اور رأس المال دونوں ضائع ہو گئے۔اور یہ کوئی شاعران تمثیل نہیں بلکہ ایک حدیث مرفوع سے اس کی تصدیق ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کل یغدو فبائع نفسہ فمعتقھا أو موبقھا [34]

ہر شخص جب صبح اٹھتا ہے تو اپنی جان کا سرمایہ تجارت پر لگا دیتا ہے پھر کوئی تو اپنے اس سرمایہ کو خسارہ سے آزاد کرالیتا ہے اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔"

خود قرآن نے بھی ایمان و عمل صالح کو انسان کی تجارت کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے:

ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم [35]

جیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔"

اور جب عمر انسان کا سرمایہ ہوا اور انسان اس کا تاجر تو عام حالات میں اس کا تاجر کا خسارہ میں ہونا اس لیے واضح ہے کہ اس مسکین کا سرمایہ کوئی منجمد چیز نہیں جس کو کچھ دن بیکار بھی رکھا جائے تو اگلے وقت میں کام آجائے بلکہ یہ سیال سرمایہ ہے جو ہر منٹ ہر سیکنڈ ہو رہا ہے۔اس کی تجارت کرنے والا بڑا ہوشیار مستعد آدمی چاہیے جو بہتی ہوئی چیز سے نفع حاصل کرلے۔اس لیے ایک بزرگ کا قول ہے کہ وہ برف بیچنے والے کی دکان پر گئے تو فرمایا کہ اس کی تجارت کو دیکھ کر سورہ "والعصر کی تفسیر سمجھ میں آگئی کہ یہ ذرا بھی غفلت سے کام لے تو اس کا سرمایہ پانی بن کر ضائع ہو جائے گا۔اس لیے اس ارشاد قرآن میں زمانے کی قسم کھا کر انسان کو اس پر متوجہ کیا ہے کہ خسارے سے بچنے کے لیے جو چار اجزاء سے مرکب نسخہ بتلایا گیا ہے،اس کے استعمال میں ذرا غفلت نہ برتے۔ عمر کے ایک ایک منٹ کی قدر پہچانے اور ان چار کاموں میں اس کو مشغول کردے۔[36]

محض کھیل کود جن سے کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا ہو اور ان پر بہت سارا وقت ضائع ہوتا ہو، تو ایسے کھیل مکروہ شمار کیے جاتے ہیں ۔لہذا ایسی تمام تفریحات جن میں پڑ کر انسان اپنے اصل مقصد اور ذمہ داریوں سے غافل ہو جاتا ہے،اسلام میں وہ تمام کھیل اور تفریحات جائز نہیں ہیں۔ عصر حاضر میں دیکھا جائے تو ان میں بہت سے کھیل ایسے ہیں جو پورا پورا دن کھیلے جاتے ہیں اور کچھ کھیل کئی دنوں تک چلتے ہیں، باقاعدہ ٹورنامنٹس مہینوں چلتے ہیں اور پھر آج کل ہر سطح پر لیز (leagues) کھیلی جاتی ہیں اور ٹی وی چونند سے براہِ راست انہیں نشر کیا جاتا ہے۔ گویا وقت کی بربادی کا ہر سامان مہیا ہے،اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کھیلوں کو محض چستی و تفریح کے لیے ہی اپنی زندگی کا حصہ بناتا ہے یا مقصد حیات ہی کھیل ہو جاتے ہیں۔

ستر پوشی کا اہتمام

دور حاضر میں کھیلوں کے لیے مخصوص قسم کے یونیفارم لازم قرار دیے جاچکے ہیں جن کے بغیر ان کھیلوں میں شرکت نہیں کی جاسکتی ہے۔اسلام نے اگرچہ کھیلنے کودنے اور ان میں حصہ لینے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے ساتھ اسلام بڑی وضاحت کے ساتھ یہ موقف پیش کرتا ہے کہ ایسے تمام کھیل جن میں ستر پوشی کا اہتمام نہ کیا جائے،ان میں حصہ لینا اور دیکھنا ناجائز بلکہ حرام ہے۔اللہ کی تمام مخلوقات میں سے انسان واحد تخلیق ہے جو لباس اور ستر پوشی کا باقاعدہ اہتمام کرتی ہے۔اللہ رب العزت لباس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

---

[34] مسلم،ابوالحسن محمد بن حجاج۔ صحیح مسلم،کتاب الطھارۃ،باب فضل الوضوء،حدیث نمبر 223۔داراِحیاءالتراث العربي،2000

[35] الصف،10:61

[36] مفتی محمد شفیع۔ معارف القرآن،ج:8،ص.808۔مکتبہ معارف القرآن،کراچی،2008۔

یا بَنِی آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُوَارِي سَوْءَاتِکُمْ وَرِیشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَی ذَلِکَ خَیْرٌ ذَلِکَ مِنْ آیَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُونَ

اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے لیے ستر پوش بھی ہے اور زینت بھی۔ مزید بر آن تقوی کا لباس ہے جو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے ہے تاکہ وہ یاد دہانی حاصل کریں۔

کھیلوں میں لباس کے حوالے سے یہ از حد ضروری ہے کہ کھلاڑیوں کا لباس پورے جسم کو ڈھانپنے اور بالخصوص جن اعضاء کا پردہ لازم ہے، وہ اعضاء کھلے نہ ہوں ۔لباس ایسا نہ ہو کہ جس میں اعضاء تو چھپے ہوں لیکن جسم کی ساخت اور رنگت نظر آئے۔ ایسا لباس جس سے جسمانی ساخت واضح ہو، اسے پہن کر کھیلنا جائز نہیں ہو گا کیونکہ اس لباس سے ستر کا مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں قباطی نامی لباس کے پہننے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں سے جسمانی اعضاء کی ساخت نظر آتی تھی۔[37] نبی اکرم ﷺ اپنے کمپین کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے کھیل اور ان میں ستر پوشی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لقد رأیتني في علمان قریش نقل حجارة لبعض مایلعب به الغلمان، کلنا قد تعری وأخذ ازارة فجعله علی رقیعیه یحمل علیه الحجارة فاتي لا قبل معهم، کذلک وأدبر اذ لکمني لا کم ماراه لکم توجیعة ثم قال شد ازارک تم قال: فاخذته وشدقلة علی ثم جعلت أحمل الحجارة علی رقبتي وازاری علی من بین اصحابی[38]

میں قریش کے لڑکوں کے ساتھ تھا اور وہ لڑکپن کے بعض کھیلوں کے لیے پتھر اٹھا رہے تھے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنا تہبند کھول کر اسے گردن پر باندھ لیا اور اس طرح وہ برہنہ ہو گیا۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح کام کر رہا تھا کہ اچانک کسی نے مجھے ایک مکا مارا جو زیادہ تکلیف دہ نہیں تھا اور مجھ سے کہا کہ اپنا نہ باندھ لو۔ میں نے اپنا تہبند باندھ لیا اور خالی گردن پر پتھر اٹھانے لگا اور اپنے تمام ساتھیوں میں سے صرف میں ہی ایک تھا جس کا تہبند بندھا ہوا تھا۔

اسلام میں ستر پوشی پر اتنا زور دیا گیا کہ اپنی صنف کے دوسرے فرد کے ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا ینظر الرجل إلی عورة الرجل ولا المرأة إلی عورة المرأة ولا یفضی الرجل إلی الرجل في ثوب واحد ولا تفضی المرأة إلی المرأة في الثوب الواحد[39]

کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کا ستر دیکھے اور نہ ہی کوئی مرد ایک کپڑے میں کسی دوسرے مرد کے ساتھ لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔"

مندرجہ بالا اصولی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے تمام کھیل جن میں ستر پوشی کا اہتمام نہیں کیا جاتا اور ہزاروں افراد کے سامنے نیم برہنگی کی حالت میں کھیل کود کیسے جاتے ہیں، ناجائز ہیں۔ عصر حاضر میں فٹ بال، ہاکی، فری اسٹائل ریسلنگ، تیراکی اتھلیٹکس بہشتی اور کی دیگر کھیلوں میں ایسا یونیفارم پہنا جاتا ہے جس میں کوئی بھی چیز چھپی نہیں ہوتی۔ لہذا اسلام میں یہ تمام کھیل برہنگی کی وجہ سے حرام ہیں۔ اگر ان کھیلوں میں ایسے لباس کا اہتمام کر لیا جائے جو ساتر ہو اور جس میں جسمانی اعضاء اور ان کی رحمت وساخت نظر نہ آئے تو یہ کھیل جائز ہیں۔

فحاشی کی ممانعت

تفریحات اور کھیل کود میں اخلاقیات کو اسلام نے سر فہرست رکھا ہے اور زندگی کے کسی بھی معاملے میں فحاشی کی اجازت نہیں دی۔ عصر حاضر میں تفریحات میں بے حیائی کو ایک ناگزیر جزو کے طور پر اپنا لیا گیا ہے، تفریحات اور تقریبات کے لیے ایسی جگہوں، ہوٹلوں اور تفریح گاہوں کا انتخاب کیا جاتا ہے جہاں فحاشی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اسی طرح مزاح کو فحش گوئی کے ساتھ ہی مخصوص کر دیا گیا ہے اور اگر کوئی شریف النفس فرد کی مزاح میں حصہ لے لے تو اسے بھی تخش گوری تصور کیا جاتا ہے۔ اسلام میں ظاہری اور باطنی ہر دو قسم کی فحاشی کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے اور مومنین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے

---

[37] ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن یوسف۔ کتاب اللباس والزینة، باب في لباس القباطي للنساء، حدیث نمبر 24794۔ دار الفکر، 2005

[38] ابن هشام، محمد بن اسحاق۔ السیرة النبویة، ج: 1، ص. 183۔ دار المعرفة، 2003۔

[39] مسلم، ابو الحسن علی بن الحسن۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر إلی العورات، حدیث نمبر 338۔ دار السلام، 2008۔

اعراض کرتے ہوئے۔عزت اور وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔اور جب بیہودہ باتیں کرنے والے ان سے کلام کرنا چاہتے ہیں تو یہ سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ان اللہ لبعض الفاحش البلدي [40]

بے شک اللہ فحش گو، گالی بکنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فحاشی اور فحش گوئی سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ فحش گفتگو اور ایسی گفتگو کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ ان سے اللہ نفرت کرتا ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ام المؤمنین ام سلمہ بیان کرتی ہیں :

ان مخنثا کان عندھا ور سول اللہ ﷺ في البیت، فقال لا خي ام سلمۃ: یا عبداللہ بن ابي امیۃ ان فتح اللہ علیکم الطائف غداً، فاني ادلک علی بنت غیلان فانھا تقبل باربع وتدبر بثمان، قال فسمعہ رسول ال۔ رسول اللہ فقال: لا یدخل ھؤلاء علیکم "[41]

ایک مخنث ان کے پاس موجود تھا اور رسول اللہ ﷺ کے بھی گھر پر موجود تھے۔وہ (مخنث) ام سلمہ کے بھائی سے کہنے لگا اے عبداللہ بن ابی امیہ اگر کل (کلاں کو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو طائف پر فتح عطا فرمائے تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی (بادیہ بہت فیلان) کا پتہ بتاؤں گا۔وہ چار سلوٹوں کے ساتھ سامنے آتی ہے (سامنے سے جسم پر چار سلوٹیں پڑتی ہیں اور آٹھ سلوٹوں کے ساتھ پیٹھ پھیر کر جاتی ہے (انتہائی فربہ جسم کی ہے)۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ بات سن لی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ (مخنث آئندہ) تمہارے پاس نہ آیا کرے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ بے حیائی اور فحاشی جس چیز میں بھی آجاتی ہے، اسے عیب دار کر دیتی ہے۔[42] فتاوی عالمگیر یہ میں ہے:

لا بأس بالمزاح بعد ان لا یتکلم الانسان فیہ بکلام یأثم بہ [43]

مزاح گوئی میں کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ آدمی ایسی بات نہ کہے جس میں گناہ ہو۔

اختلاط مرد وزن کی ممانعت

تفریح وسیاحت اور کھیل کود میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہیں ہونا چاہیے۔اسلام ایسی کسی مجلس کی اجازت نہیں دیتا جس میں غیر محرم مرد اور عورتیں اکٹھی ہوں اور آپس میں کھیل کود کریں یا سیاحت کریں۔دیگر لوازمات حیات اور ذمہ داریوں میں مرد و خواتین کی تفریق کی طرح کھیلوں میں بھی فرق رکھے گئے ہیں۔خواتین کے کھیل ان کی جسمانی ساخت، فطری نزاکت اور استعداد کے مطابق ہیں۔مثلاً گڑیوں کے کھیل لڑکیوں کے ساتھ مخصوص ہیں جبکہ اس قسم کے کھیل کو مردانہ وجاہت اور صنف کے متضاد تصور کیا جاتا ہے۔عصر حاضر میں تفریحات کے لیے سب سے ناگزیر شے جنس مخالف کی موجودگی ہے اور اگر کوئی مجلس اس سے خالی ہے تو اسے آداب تفریح کے منافی سمجھا جاتا ہے۔اسلامی اخلاق میں خواتین کی تفریحات مردوں کی تفریحات سے جدا ہیں، لہٰذا دیگر معاملات کی طرح ہی دونوں مخلوط مجالس یا محافل میں تفریحات سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔مغربی مصنف میں جاروس مرد ااور خواتین کی کھیلوں کے حوالے سے لکھتا ہے کہ دو محققین (Miller and Lavy) نے ۱۴۵ لڑکیوں پر نسوانیت اور کھیلوں کے حوالے سے تحقیق کی۔

[40] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء في حسن الخلق، حدیث نمبر 2002۔دار السلام، 2009

[41] مسلم، ابو الحسن علی بن الحسن۔ صحیح مسلم،، حدیث نمبر 2180۔دار السلام، 2008۔

[42] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء الفحش والتفحش، حدیث نمبر 1974۔دار السلام، 2009۔

[43] نظام الدین بلخی۔الفتاویٰ الھندیۃ، دار الفکر، بیروت، 2013۔جلد 5، صفحہ 352۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"They found that most women were arixious about appearing fiminine if they participated in sport, but that this anxiety tended to be less in a woman whose mother was also a sporting participant. Concern about feminity and sport may begin in early adolescence[44]

وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ خواتین کی اکثریت کھیل میں حصہ لیتے ہوئے اپنی نسوانیت ظاہر ہونے کی وجہ سے تشویش میں متلا تھیں مگر تشویش اس خاتون میں کم دیکھنے کو ملی جس کی ماں کسی کھیل میں شرکت کرتی رہی تھی۔ نسوانیت اور کھیل سے متعلق احساسات کا آغاز ابتدائی بلوغت میں ہی شروع ہو جاتا ہے۔"

کھیلوں کے اختلاف کی بنیاد جنس کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ جب تفریحات الگ الگ ہیں تو تفریحات کے ذرائع میں اختلاف بھی ایک فطری تقاضا بن جاتا ہے۔ مولانا رجھانی لکھتے ہیں :

مردوں کے لیے زنانہ کھیل اور عورتوں کے لیے مردانہ کھیل جیسے کشتی کبڈی درست نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔[45] فیصل بعدانی لکھتے ہیں:

ان تختلف الانشطة الممارسة من فرد إلى آخر باختلاف الجنس فالذكر له انشطة ترويحية تناسبه كما أن للأ نثى انشطة أخرى تناسبها [46]

جنس کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک فرد کی سرگرمیاں دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ لہذا مرد کے لیے فرحت وانبساط کی سرگرمیاں وہ ہیں جو اس کے مناسب ہیں جبکہ عورت کے لیے دوسر گرمیاں ہیں جو اس (کی جنس) کے لیے مناسب ہیں۔

لہذا دونوں جنسوں (genders) کو اکٹھا اور مخلوط اجتماع کرنے کی بجائے الگ الگ میدانوں میں اپنے کھیلوں سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔ مخلوط اجتماعات میں دوسری بہت سی قباحتیں پیش آتی ہیں جن کی وجہ سے معاشرتی نظام کی بنیاد میں تک مل جاتی ہیں۔ اسی اختلاط کی وجہ سے جنسی ہراسمنٹ (Sexual Harrasment) کے کیسو دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اور خواتین محض ایک کٹھ پتلی (puppit) بن کر رہ گئی ہے۔ معاشرتی نظام اور عورتوں کے عصمت کے تحفظ کی وجہ سے ہی نبی اکرم ﷺ نے دیور کے ساتھ بھاوج کو بھی اکیلے جمع ہونے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

اياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يارسول الله أفرايت الحمو؟ قال: الحمو الموت [47]

عورتوں کے پاس آنے سے خود کو بچاؤ۔ ایک انصاری صحابی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دیور تو موت ہے۔"

جب ان قریبی رشتوں کو اختلاط کرنے کی ممانعت ہے تو کزنز، ہم جماعت، ہم مکتب اور ایک ہی ادارے میں کام کرنے والے کیسے مخلوط اجتماع کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی صاحب نے اختلاط مرد وزن کے اصول بیان کیے ہیں کہ اگران کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر مرد وزن کے اجتماع میں کوئی ممانعت نہیں ۔ مگر دور حاضر میں ان خلوط اجتماعات میں گانا بجانا اور شراب وشباب تو بہت عام ہو گیا ہے۔ دیگر تقریبات کو چھوکر تعلیمی اداروں میں بھی ایسے پروگرامز منعقد کیے جاتے ہیں جن میں نئی نسل کو تلوط اجتماعات اور ناری گانے کی طرف راغب کیا جا رہا ہے۔ شیخ شریف بن علی الراعی پندرہ حرام چیزوں کا تذکرہ کرنے کے لکھتے ہیں:

ويقول احد الكفار كائس وغانية تفعلان في أمة محمد اشد مما يفعله ألف مدفع فاغرقوها بالشهوات فاغرفت الأمة بالشهوات والتمثيل والغناء هما اشد سلاح في اثارة الشهوة واشغال لهيبها [48]

[44] Matt Jarvis, Sports Psychology, p. 43

[45] خالد سیف الرحمانی۔ قاموس الفقہ، جلد 3، صفحہ 588

[46] فیصل بعداني۔ الترويح عن النفس في الإسلام، مجلة البيان، صفحہ 16، نمبر 9۔

[47] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 5232۔ دار السلام، 2009۔

ایک غیر مسلم کا قول ہے کہ ایک مغنیہ اور شراب کا ایک پیالہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہزار راتوں کے نقصان سے بڑھ کر ہے۔ تم مسلمانوں کو خواہشات نفسانی میں ڈبودو، چنانچہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہوتوں اور برائیوں میں گھر گئی اور یہ دونوں چیزیں (گانا اور شراب) شہوتوں کے ابھارنے اور اسے بھڑکانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

موصوف اسی حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

سلوا التاریخ هل أفل نجمنا الا یوم سطعت نجوم المغنین و قویت دولة الراقصات في سماء حضارتنا [49]

تاریخ سے پوچھ لو کہ اسلام کا ستارہ تب غروب ہوا کہ جب گانے بجانے اور اپنے والوں کا ستارہ عروج پر ہوا۔ الہذا تفریح دکھیل کود میں ایسا ساتھی ہونا چاہیے جو انسان کو برائی سے بچائے اور نیک کام کی طرف رغبت دلائے۔

اسلام میں جھوٹ اور مزاح میں سچائی کی تاکید

اسلام میں جھوٹ بولنے کی سخت ممانعت ہے، حتیٰ کہ تفریح اور مزاح میں بھی جھوٹ کی اجازت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں صرف حق بات کہتا ہوں"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے: "اللہ تعالیٰ سچے مزاح کرنے والے سے مؤاخذہ نہیں فرماتے"۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کو تباہی کی وعید سنائی اور واضح کیا کہ خالص ایمان تک پہنچنے کے لیے جھوٹ اور بے مقصد بحث کو چھوڑنا لازم ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بھی سچائی کا عملی سبق دیا۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم بچے کو وعدہ کر کے پورا نہ کرو تو تم پر جھوٹ لکھا جائے گا" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جھوٹ نہ سنجیدگی میں درست ہے نہ مزاح میں، اور بچوں سے کیا گیا وعدہ ضرور پورا کرنا چاہیے۔ اسلام ایسے مزاح اور تفریح کی اجازت نہیں دیتا جس میں جھوٹ یا دوسروں کو ایذا پہنچانا شامل ہو یا جو انسان کو اس کی اصل ذمہ داریوں سے غافل کر دے۔

اسلام میں تحقیر اور مذاق کی ممانعت

اسلام نے انسانی عزت و وقار کو عظیم مقام دیا ہے اور کسی بھی فرد کی تحقیر، تمسخر یا مذاق اڑانے کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ دوسروں کی تحقیر انسان کے اخلاقی زوال اور معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان کے بعد فسق کا نام لینا بہت بری بات ہے۔" [50]

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ مذاق اڑانا، برے ناموں سے پکارنا اور دوسروں کو حقیر جاننا اسلامی معاشرت میں ممنوع ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ "الاذکار" میں فرماتے ہیں:

"مزاح اگر ایذا رسانی کے بغیر ہو تو جائز ہے، لیکن اگر اس میں تکلیف پہنچانے کا پہلو ہو تو وہ سخریہ ہے اور حرام ہے۔"

احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں تحقیر کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

[48] الراجحي، شريف بن علي۔ طوفان البلاء التمثيل والغناء۔ مكتبة النور، اتر پردیش، ہندوستان، 2009۔ صفحہ 9

[49] الراجحي، شريف بن علي۔ طوفان البلاء التمثيل والغناء۔ صفحہ 9۔

[50] سورة الحجرات، 49:11

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"میں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: صفیہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ یوں اور یوں (یعنی پست قد) ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ اسے بھی خراب کر دے۔"

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کی معمولی سی حقارت آمیز بات بھی اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ یہ اخلاقی گندگی اتنی خطرناک ہے کہ پوری پاکیزگی کو متاثر کر سکتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مومن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش گو، اور نہ گالی بکنے والا۔"

یہ حدیث اسلامی کردار کی بنیادوں کو بیان کرتی ہے کہ سچا مومن نرم گو، مہذب اور دوسروں کی عزت کا محافظ ہوتا ہے۔ فحاشی، گالی گلوچ اور تحقیر جیسے افعال ایمان کے منافی ہیں۔

اسلام میں محبت اور عزت کا اصول

نبی اکرم ﷺ نے باہمی تعلقات میں محبت اور خیر خواہی کو معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

چونکہ کوئی بھی شخص اپنی تحقیر یا توہین پسند نہیں کرتا، اس لیے ایک مومن پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کی عزت اور وقار کا بھرپور لحاظ رکھے۔

موقع و محل کا لحاظ

انسانی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، خوشی اور غم دونوں ہی انسانی زندگی کا ناگزیر حصہ ہیں۔ خوشی کے وقت ہنسنا اور نمی کے وقت غمزدہ ہونا انسانی فطرت ہے۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ خوشی کے لمحات میں خوش ہوا جائے اور اس کے لیے موجود جائز ذرائع کو اپنایا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل اللہِ وَبِرَحمتِہٖ فَبِذٰلک فَلْیَفرَحُوا [51]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی۔ اس پر تم لوگوں کو خوشی منانی چاہیے:

سورہ ضحی میں ارشاد ہے:

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ [52]

اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کروں۔

درج بالا آیات میں نعمت کے اظہار اور خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے تو فرحت و انبساط کے اظہار کے لیے موقع محل کا بھی خیال رکھا جائے۔ سنجیدگی اور تھی کے مواقع پر ہنسی مذاق نہ کیا جائے۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے اور ہر گفتگو کا اپنا موقع مل ہوتا ہے۔ اللہ نے ایسے مشرکین کی سخت کمتہ چینی کی ہے جو قرآن سننے کے بعد جنتے تھے جبکہ ان کے لیے زیادہ مناسب تھا کہ روتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُفمن ھذا الحدیث تعجبون)وتضحکون ولاتبکونَ وَاَنۡتُمۡ سَامِدُونَ

اب کیا یہی وہ باتیں ہیں جن پر تم تعجب کا اظہار کر رہے ہو؟ تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور گا بجا کر انہیں ٹالتے ہو۔

---

[51] یونس:18

[52] ضحی:93

حکمت ودانشمندی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہر چیز کو اس کی مناسب جگہ میں رکھا جائے۔اصمعی کی روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو دیہات میں دیکھا کہ وہ بڑے ہی خشوع وخضوع اور عاجزی کے ساتھ اپنے مصلے پر نماز پڑھ رہی ہے۔جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو آئینہ کے سامنے بیٹھ کر سنگار کرنے لگی۔یہ دیکھ کر انہوں نے اس سے کہا کہ کہاں دو نماز اور کہاں یہ بناؤ سنگار؟ تو اس عورت نے یہ اشعار پڑھے

والله مني جانب لا أضيعه وللهو مني والبطالة جانب

اللہ کا جو حق ہے، میں اسے ضائع نہیں کرتی اور سیر و تفریح کا اپنا ایک حصہ ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس سے میں نے جان لیا کہ وہ عبادت گزار خاتون ہیں اور اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگار کرتی ہیں۔ایک شاعر اپنے محبوب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی عادات کے متعلق کہتا ہے:

اذاجد عند الجد ارضاک جده وذو باطل ان شئت الهاک باطله [53]

سنجیدگی کا وقت ہو تو اس کی سنجیدگی تمہیں اچھی لگے اور اگر تم تفریح پسند کرو تو اس کی تفریح تم کو خوش کر دے گی۔

ایک اور شاعر اپنے متعلق کہتا ہے۔

أهازل حيث الهزل يحسن بالفتى واني اذاجد الرجال للوجة

اگر آدمی کو مذاق اچھا لگتا ہے تو میں مذاق کرتا ہوں اور اگر وہ سنجیدہ ہوتا ہے تو میں سنجیدہ ہوتا ہوں۔

تمدن کا اظہار

اسلام میں بامقصد تفریح کی اجازت اس وجہ سے دی گئی ہے کیونکہ اسلام کاہلی اور سستی کو ناپسند اور چستی اور فرحت وانبساط کو پسند کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلام عین انسان کی مصلحت اور فطرت کے مطابق نازل کی ہے۔اس لیے شریعت کی تعلیمات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ مسلمان شریعت کے تمام احکام پر تنگ ولی کی بجائے خوشی خوشی ان پر عمل پیرا ہو اور جسم وروح کے نشاط کے ساتھ زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی جانب متوجہ ہو۔سستی اور کاہلی کو شریعت میں پسند نہیں کیا جاتا، ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ [54]

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

يريد الله بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [55]

اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔

انسانی فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ جب وہ کسی مجمع میں جاتا ہے تو ذاتی، معاشرتی اور ملکی انفرادیت کا اظہار اس کی عزت نفس کی بقاء بن جاتا ہے۔اسلام نے اس چیز کی اجازت کے ساتھ ترغیب بھی دی۔عید کے دن حبشی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نیزوں سے کھیل رہے تھے، وہ حضور ﷺ کو دیکھ کر جھجکے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خذوا يا بني أرفدة حتى تعليم اليهود والنصارى ان في ديننا فسحة

اے حبشی کے بچے کھیلتے رہو تاکہ یہود ونصاریٰ کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔

---

[53] الصفدي، خليل بن ايبک صلاح الدين۔*الوافي بالوفيات*، ودار احیاء التراج، بیروت، 2017، ص157

[54] الحج:66

[55] البقرة:185

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جبکہ ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا:

الھوا والعبوا فاني أكره أن يرى في دينكم غلاظة

یعنی کھیلتے کودتے رہو کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہارے دین میں سختی نظر آئے۔

عید کے موقع پر کھیلتی ہوئی بچیوں کو ابو بکر صدیق نے منع کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

دعهن يا ابا بكر فإنها أيام عيد لتعلم اليهود أن ديننا فسيح وإني ارسلت بحنيفية سمحة

اے ابو بکر انہیں چھوڑ دو۔ یہ عید کے دن ہیں تا کہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا دین وسعت والا دین ہے کیونکہ مجھے ایسا دین دے کر بھیجا گیا ہے جو افراط و تفریط سے پاک اور آسان تر ہے۔"

امام ابو یوسف سے شادی سے علاوہ عورت کے دف بجانے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس میں کوئی کراہت نہیں سمجھتا۔اس کی ممانعت اس وقت ہو گی جب نقش گانوں کو دف میں شامل کر لیا جائے۔ عصر حاضر میں ہر معاشرے کے ذرائع تفریحات الگ الگ ہیں اور اب دف کی بجائے ڈھول اور دیگر آلات کا استعمال کیا جاتا ہے تو امام ابو یوسف کے اس فتوے کی روشنی میں ڈھول، دھمال، بھنگڑا اور دیگر آلات موسیقی جن میں فحش گانے اور فحاشی شامل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ڈاکٹر طاہر القادری تفریحات کے مواقع پر خوشی کے اظہار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قرآنی ارشادات اور فرمودات نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ شادی کے مواقع پر ڈھول بجانا اور خوشی کے تہواروں کی مناسبت سے صحت مند شاعری اور خوبصورت کلام محمد و آواز کے ساتھ پڑھنا نیز تفریحی کھیل کود اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہیں، یہ عمل حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت بھی رہا ہے۔ یہ خوشی اور مسرت و شادمانی کا فطری اور بے ساختہ اظہار ہے، جس سے لوگوں کو اپنے جذبات مطرب و مسرت کے اظہار کا جائز موقع فراہم ہوتا ہے۔ سیلوگوں کی ثقافتی ضرورت بھی ہے، خاص طور پر ان کی جو دکھوں اور غموں سے پریشان حال ہوتے ہیں ہر چیز جو قرآن وسنت رآن وسنت سے مطابقت رکھتی ہے، قابل تحسین ہے اور اس پر کسی مزید جواز کی ضرورت نہیں کہ لوگوں کے جائز جذبات مسرت پر کوئی سند لائی جائے۔تاہم بعض احتیاطی اور انسدادی تقاضوں کو بہر صورت پورا کرنا لازمی ولابدی ہے۔ شائستگی کی حدوں کو پھلا لگنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تھیں۔اجتناب برتا جائے اور خلوط اجتماعات سے گریز کیا جائے کیونکہ اسلام اخلاق، میانہ روی اور توازن کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔اس لیے ایسے مواقع پر اچھائی اور نیکی کے کاموں سے پہلو تہی ہر گز نہ کی جائے۔[56]

مصر کی فتح کے بعد قبطی باشندوں کی بات چیت حضرت عمرو بن عاص تک پہنچادی گئی کہ وہ آپ کی وضع قطع کی وجہ سے مسلمانوں کو حقیر اور اپنے تمدن کی بنیاد پر خود کو افضل سمجھ رہے ہیں۔اس بات پر حضرت عمر ڈلو خدشہ ہوا کہ یہ چیز نہیں انہیں مخالفت پر نہ ابھارے۔اس چیز کو تم کرنے کے لیے آپ نے مصریوں کی دعوت کی اور ان کے لیے اونٹ کے گوشت کو نمک اور پانی سے پکانے کا حکم دیا اور تین دن مسلسل ان مصریوں کی دعوت کی۔ پہلے دن مسلمانوں کو حکم یہ تھا کہ عربی لباس پہنیں اور عربی طریقے سے کھانا کھائیں۔ مصری اپنے لباس میں تھے، مسلمانوں کی اس سادہ مزاجی کو دیکھ کر ان کی بے باکی میں اضافہ ہوا۔ دوسرے دن دعوت پر مسلمان فوج کو یہ کہا گیا کہ دو اور ان کے ساتھی مصری لباس اور جوتے پہنیں۔ مصری مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ مصری تمدن کو اپنائے ہوئے ہیں۔ تیسرے دن مسلمان فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ مسلح ہو کر آئیں اور اہل مصر کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ مسلمانوں کی ان مشقوں کو دیکھیں اور ان کے بالکل سامنے سے مسلمان فوج پریڈ کرتے ہوئے گزری۔اس کے بعد حضرت عمرو نے اہل مصر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

---

[56] طاہر القادری ڈاکٹر فکری مسائل کا اسلامی حل (منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور (2015)، ص 72

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الی قد علمت أنکم رأیتم في انفسکم أنکم في رب وھون تزجیتھم، فخشیت أن تھلکوا فأحبت أن أریکم حالھم، وکیف کانت في أرضھم، ثم حالھم في أرضکم، ثم حالھم في الحرب، فظفروا بکم وذلک عیشھم، وقد کلیوا قبل أن ینالوا منھا ما رأیتم في الیوم الثاني، فأحببت أن تعلموا أن من رأیتم في الیوم الثالث غیر تارک عیش الیوم الثاني، وراجع الی عیش ال-یوم الاول۔

مجھے تمہارے خیالات کا اندازہ ہو گیا تھا جب تم نے عربوں کی سادگی اور کفایت شعاری دیکھی تو اس وقت مجھے اندیشہ ہوا کہ تم (عالم تھی میں) ہلاک نہ ہو جاؤ۔اس لیے میں دکھاؤں کہ عربوں کی اپنے وطن میں کیا حالت تھی۔ پھر تمہاری سرزمین میں آکر تبدیلی ہوئی۔ پھر میں ت میں ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔انہوں نے اپنی پہلی سادہ زندگی میں رہ کر تم پر فتح حاصل کی اور تمہارے ملک پر دوسرے دن کا طرز معاشرت اختیار کرنے سے پہلے قبضہ کر لیا تھا۔لہذا میں نے یہ مناسب سمجھا کر تمہیں اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ تیسرے دن تم نے جن لوگوں کو (مسلح حالت میں) دیکھا تھا، وہ دوسرے دن کی طرز معاشرت کو نہیں چھوڑیں گے اور پہلے دن کی طرز معاشرت کی طرف نہیں ہو نیں گے۔

ایذا رسانی کی ممانعت

نظر یبات دکھیل کود اور مزاح میں اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ اس فعل سے نہ کسی کو جسمانی ومالی نقصان پہنچے، نہ کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور نہ کسی کے احساسات کو اتنا اچھالا جائے کہ وہ لڑائی جھگڑے کے لیے تیار ہو جائے۔ تفریحات کا اصل مقصد خود کو تازہ دم کرنا ہے لیکن اس کے لیے کسی دوسرے کی جسمانی، جذباتی اور نفسیاتی تکلیف کسی صورت بھی قبول نہیں۔ مسلمان کو تکلیف اور نقصان پہنچانا، اللہ تعالی کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا [57]

اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کچھ کیسے تکلیف دیتے ہیں تو انہوں نے بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا۔

اسی طرح تقریبات کے مواقع پر فراغت کے بعد وہاں بیٹا نہیں رہنا چاہیے کہ اس سے میزبان کو تکلیف ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ [58]

اے ایمان والو! نبی کے گھر میں (بالا اجازت) داخل نہ ہو، الا یہ کہ تمہیں کھانے پر آنے کی اجازت دے دی جائے، وہ بھی اس طرح کہ تم اس کھانے کی تیاری کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو۔ لیکن جب تمہیں دعوت دی جائے تو جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو اور باتوں میں ہی لگا کر نہ دبیٹھو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں اور اللہ تعالی حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا۔

یہ ایک اصولی بات ہے اور اس میں مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ بھوتوں کے مواقع پر بلاوجہ میزبان کے لیے پریشانی کا باعث نہ بنا جائے اور مقررہ وقت پر ہی پہنچا جائے اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر گپ شپ میں اتنا وقت نہ لگایا جائے کہ اہل خانہ اسے مصیبت سمجھنا شروع ہو جائیں۔آپ ﷺ نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ہنسی و مذاق اور سنجیدگی کسی بھی حالت میں دوسرے مسلمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔اس کے لیے نہ تو زبان سے کسی کی جنگ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی دوسرے ذرائع ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کے ایک رشتہ دار کنکر پھینک رہے تھے۔انہوں نے انہیں منع کیا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔البتہ کسی راہ گزر کا دانت ٹوٹ سکتا ہے یا اس کی آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔اس کے باوجود دوبارہ

[57] الأحزاب:58

[58] الأحزاب:13

انہوں نے پھر پھینکا تو حضرت عبداللہ بن مطفل ناراض ہوگئے اور فرمایا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی بات بتارہاہوں اور تم اس کے خلاف کیسے چلے جارہے ہو۔ میں تم سے کبھی نہیں بولوں گا۔اسی طرح محض اپنی تفریح کی خاطر دہشت زدہ کرنا بھی ممنوع ہے۔ نبی اکرم کے ساتھ حالت سفر میں ایک صحابی کو نیند آگئی۔ان کے پاس ایک رہی تھی ،کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور رسی کھینچ لی جس سے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھے تو نہیں اکرم ﷺ نے اسے ناجائز قرار دیا۔ جبکہ حضرت نعیمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک آدمی اپی سواری پر نیند کے غلبہ کی وجہ سے سوگئے توازراہ مذاق دوسرے ساتھی نے انکے ترکش سے تیر نکالا جس کی آواز اور حرکت سے دو بڑبڑا کر اٹھ بیٹھے تو نبی اکرم اللہ نے مسلمان بھائی کو ڈرانے کو ناجائز قرار دیا۔ صحابہ نے یہ کام کسی کو نقصان پہنچانے یا چوری کرنے کی غرض سے نہیں کیا تھا بلکہ ان کا مقصد محض تفریح تھا لیکن چونکہ اس تفریح کی وجہ سے دوسرا فرد پریشان اور گھبراہٹ کا شکار ہوا تو آپ ﷺ نے ایسے مذاق کو ممنوع فرمادیا۔ عصر حاضر میں محض دوسروں کو بنانے اور مذاق اڑانے کے لیے پرینک ویڈیوز بنائی جاتی ہیں اور اس میں اچھے خاصے لوگ باقاعدہ وحشت زدہ ہوجاتے ہیں۔درج بالا روایات کی روشنی میں ایسی تمام سرگرمیاں جائز نہیں ہیں۔اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لا یأخذن احدکم متاع اخیہ لاعبا ولا جادا

تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا سامان (بلا اجازت) نہ لے نہ ہنسی میں اور نہ ہی سنجیدگی میں۔

یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اشیاء محض کسی کو پریشان کرنے کے لیے لے رہا ہے تو اس کی اجازت نہیں۔ہے،ورنہ اسلام تو دوسروں کی نہ صرف مدد بلکہ ایثار کرنے کو مومنوں کا ایک خاص وصف بیان کرتا ہے۔اور ایسا شخص جس کی باتوں سے کسی دوسرے کو تکلیف یا ایذاء پہنچی ہو تو اس شخص کے لیے ستر سال تک جہنم کی آگ کی سزا ہے۔علامہ عبداللہ بن ناصر السد جان لکھتے ہیں:

النشاط الترويحي الذي يصاحبه الذية بقول أو فعل للآخرين، أو ضرر بدني او معنوی للاخرين

ایسی تفریح جس میں اپنے ساتھی کو الفاظ یا فعل کے ساتھ اذیت دی جائے یا اسے جسمانی یا نفسیاتی تکلیف پہنچائی جائے منع ہے۔

اس اصول کے پیش نظر ایسے تمام کھیل اور تفریحات جس سے کسی کے جانی، جسمانی اور نفسیاتی نقصان کا خطرہ ہو، اسلام ان سے منع کرتا ہے۔ لہذا عصر حاضر میں بے تحاشا ایسے کھیل ہیں جن سے جانی ومالی نقصان کا خطرہ ہے، دوسب حرام ہیں، مثلاً کار ریس، موٹر سائیکل ریس، فری اسٹائل ریسلنگ، Bull Fighting، کے مارنے کے مقابلے تھپڑ مارنا، نیل کے اوپر سوار ہو کر مقابلہ کرنا کہ کون زیادہ دیر تیل پر بیٹھا رہتا ہے وغیرہ۔

جانوروں کو ایذاء دینے کی ممانعت

افراد میں قدیم زمانہ سے ہی جانوروں کو آپس میں لڑانے اور اسے دیکھنا کا شوق رہا ہے۔ یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ دونوں جانور تھک نہ جائیں اور ایک دوسرے کو لہولہان نہ کردیں۔ آپ ﷺ نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ۔انسان کو جانوروں کو لڑانے سے روکنے میں اسلام کا تصور اخلاقیات شامل ہے جس میں جانوروں کو بھی تکلیف دینے کی اجازت نہیں ہے۔ عربوں کے ہاں ایک یہ طریقہ بھی رائج تھا کہ مرضی یا بنیر کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی مشق کی جاتی تھی۔آپ کے نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی سیکھنے اور اس کے مقابلے کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔بلکہ اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے آپ ﷺ نے کسی بھی ذی روح کے لیے اس طرح کے مقابلوں کی صرف ممانعت نہیں کی ۔بلکہ ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔عبداللہ بن عمر نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل کر دی گئی۔اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اور نہ تو اسے کھانے پینے کو کچھ دیتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی کہ حشرات الارض کھا پی کر اپنی جان بچا سکتی۔یہی وجہ تھی کہ عبداللہ بن عمر جہاں کہیں بھی کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اسے روک دیتے تھے۔ایک مرتبہ ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ لگا رہا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے اس مرغی کو کھول دیا اور مرغی کے ساتھ اس لڑکے کو اس (لڑکے) کے باپ کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ اس بچے کو ایسا کرنے سے منع کرو،اس لیے کہ نبی اکرم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔اسی طرح ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ کچھ نو عمر لڑکے ایک پرندے کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے ہیں اور انہوں نے پرندے کے مالک سے یہ طے کیا ہوا تھا کہ جتنے تیر خطا کریں گے (نشانہ کو نہیں لگیں گے)،اسی کے حساب سے ایک متعین رقم اسے ادا کی جائے گی۔آپ

کو دیکھ کر وہ تمام افراد منتشر ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دو کبوتری کا پیچھا کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شیطان ایک شیطان کا دیکھا کر رہا ہے اور اسے منافقین کا کھیل قرار دیا۔

عصر حاضر میں کبوتر بازی سے ملتا جلتا کھیل چنگ بازی بھی ہے۔ اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ اس سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہر لمحہ موجود رہتا ہے۔ پتنگ کی ڈور سے سینکڑوں افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہو جاتے ہیں، پتنگ بازی میں مقابلوں سے لڑائی جھگڑے اور پھر قتل وغارت گری عام ہے اور پھر معاشرے کا امن بھی داؤ پر لگ جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ رسم اور کھر مسلمانوں کا نہیں بلکہ ہندوؤں اور سکھوں کا ہے۔ لہذا پتنگ بازی کو جائز تفریح میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی وجہ سے غلیل بازی کو بھی نا پسند کیا گیا ہے کہ محض فضول حرکت اور وقت کا ضیاع ہے۔ حکیم بن عباد بن حنیف کی روایت کے مطابق مسلمانوں کو فراوانی ملنے کے بعد مدینہ منورہ میں جو پہلی ٹرائی ظاہر ہوئی وہ کبوتر بازی اور خلیل بازی تھی۔ حضرت عثمان فرقی نے ایک شخص کو خاص اس کام کے لیے مقرر کیا تھا کہ وہ کبوتر کے پر کاٹ دے اور غلیلیں توڑ دے۔ علامہ اشرف تھانوی جانوروں کے حقوق کے ضمن میں لکھتے ہیں:

مرغ بازی اور بٹیر بازی اور مینڈھے لڑانا، اسی طرح کسی جانور کو لڑانا سب اس میں داخل ہے اور سب حرام ہے کہ خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے۔ گاڑی بانوں کا بیلوں کو ہوگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض اوقات سواریوں کو بھی چوٹ لگ جاتی ہے اور اور تناظر اور مقابلہ کے اس میں کوئی مسلمت نہیں اور گھوڑ دوڑ وغیرہ جبکہ اس میں قمار نہ ہو، اس سے مستثنیٰ ہے کہ ان کی مشاقی میں مصلحت ہے۔

اسلام نے درج بالا تفریح وسیاحت کے اصول وضع کیے ہیں۔ اگر ان ضوابط اور اصولوں کو مد نظر رکھا جائے تو تفریح جائز و مستحسن ہے اور بسا اوقات انسان کے لیے لازم ہو جاتی ہے کہ وہ تفریح وسیاحت کرے۔ ان اصولوں سے ہٹ کر اگر تفریحات کی طرف رغبت دکھائی جائے گی تو یہ چیز اسلام میں جائز نہیں ہے اور جس طرح ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانے اور سزائیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ان اصولوں کو نہ ماننے پر اللہ کی طرف سے مختلف قسم کی دنیاوی اور اخروی سزاؤں کا انسان کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

نتائج:

1. اسلام میں تفریح کو ایک جائز اور ضروری عمل تسلیم کیا گیا ہے، بشرطیکہ وہ انسان کو روحانی اور اخلاقی بلندی کی طرف رہنمائی کرے اور اس کے کردار کو سنوارے۔
2. اسلام میں تفریح محض لذت اندوزی یا وقت گزاری نہیں، بلکہ اسے مقصدیت، اخلاقی ذمہ داری اور اعتدال کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔
3. فنونِ لطیفہ جیسے موسیقی، مصوری، شاعری، ڈرامہ، وغیرہ کو اسلام میں اس وقت تک سراہا جاتا ہے جب تک وہ توحید کی عظمت کو اجاگر کریں، اخلاقی اقدار کو فروغ دیں اور حیاء اور شرافت کے دائرے میں رہیں۔
4. اسلام میں ایسے فنون اور تفریحات کی کوئی گنجائش نہیں جو بے حیائی، فحاشی، ظلم، شرک یا اخلاقی انحطاط کی ترویج کریں۔
5. اسلام میں فنونِ لطیفہ کا مقصد صرف ذوقی تسکین نہیں بلکہ ان کے ذریعے انسان کے باطن کو نکھارنا اور معاشرے کی تہذیبی تعمیر میں کردار ادا کرنا ہے۔
6. موجودہ دور میں جب عالمی سطح پر فنونِ لطیفہ اور تفریح کے رجحانات میں انحراف اور آزاد روی دیکھے جا رہے ہیں، تو اسلامی معاشروں کو ان اصولوں پر قائم رہ کر فنون اور تفریح کو متوازن طریقے سے فروغ دینا چاہیے۔
7. اگر اسلامی اصولوں کے مطابق تفریح اور فنون کو فروغ دیا جائے تو یہ نہ صرف فرد کی روحانی، ذہنی اور جسمانی نشوونما میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود میں بھی معاون ہو سکتے ہیں۔
8. تفریح اور فنون کا انتخاب اسلامی اصولوں کی روشنی میں معاشرتی فلاح کے لیے ایک بنیادی ذریعہ ہے اور یہ ایک پاکیزہ، مہذب اور متوازن معاشرے کے قیام میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سفارشات:

1. اسلامی معاشروں میں تفریح کے بارے میں آگاہی بڑھانے کے لیے تعلیمی اور ثقافتی اداروں میں اس بات کی ترغیب دی جائے کہ تفریح کو مقصدیت، اخلاقی ذمہ داری اور اعتدال کے ساتھ جوڑا جائے۔
2. میڈیا، فلم، اور دیگر تفریحی ذرائع کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے مواد میں اخلاقی اور اسلامی اقدار کو مدنظر رکھیں اور فحاشی، بے حیائی یا دیگر غیر اخلاقی عناصر سے پرہیز کریں۔
3. اسلامی فنونِ لطیفہ جیسے شاعری، مصوری، خطاطی اور موسیقی کو فروغ دینے کے لیے ثقافتی اداروں میں پروگرامز اور ایونٹس کا انعقاد کیا جائے جو اسلامی تعلیمات اور توحید کی عظمت کو اجاگر کریں۔
4. تعلیمی اداروں میں فنونِ لطیفہ کو اسلامی نقطہ نظر سے شامل کیا جائے تاکہ طلبہ میں جمالیاتی ذوق کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی ہو۔
5. تفریح اور فنون کو انسان کی روحانیت کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے اسلامی معاشرتی سرگرمیوں اور روحانیت پر مبنی تفریحی ایونٹس کی تنظیم کی جائے۔
6. موجودہ عالمی تفریحی رجحانات میں انحراف اور آزادروی کے اثرات کا جائزہ لیا جائے اور اسلامی معاشروں کو ان رجحانات سے بچنے کے لیے ایک مضبوط حکمت عملی اپنانی چاہیے۔
7. فنونِ لطیفہ کے ذریعے معاشرتی اصلاح اور ذہنی و جسمانی نشوونما کے مثبت اثرات کو اجاگر کرنے کے لیے میڈیا، پبلک فورمز اور سماجی اداروں کے ذریعے آگاہی بڑھائی جائے۔
8. اسلام میں تفریح اور فنون کے انتخاب کے اخلاقی معیار کو تحفظ دینے کے لیے حکومت اور دیگر ذمہ دار ادارے قانون سازی اور رہنمائی فراہم کریں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ تفریح اور فنون اسلامی احکام اور معاشرتی قدروں کے مطابق ہوں۔
9. اسلامی معاشروں میں تفریح کے حوالے سے آگاہی بڑھانے کے لیے میڈیا، تعلیمی اداروں اور مذہبی جماعتوں کے تعاون سے خصوصی آگاہی مہم شروع کی جائے۔

خلاصہ

اسلام میں تفریح کا تصور اور فنونِ لطیفہ کے انتخاب کے بنیادی اصول: ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ" کے موضوع پر یہ تحقیق تفریح اور فنونِ لطیفہ کے اسلامی اصولوں کے مطابق جائزے پر مبنی ہے۔ اسلام ایک ہمہ گیر دین ہے جو انسانی فطرت کے مطابق تفریح اور جمالیاتی احساسات کو ایک معتدل اور متوازن طریقے سے دیکھتا ہے۔ اس میں تفریح کو نہ تو سرکوب کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کے اظہار کو بے لگام چھوڑا گیا ہے، بلکہ اس کے لیے واضح اخلاقی اور شرعی حدود مقرر کی گئی ہیں۔ اسلام میں تفریح کو ایک جائز اور ضروری عمل تسلیم کیا گیا ہے بشرطیکہ وہ روحانی، اخلاقی اور معاشرتی ترقی کی طرف لے جائے۔ تفریح کو محض لذت اندوزی یا وقت گزاری کے ایک غیر سنجیدہ عمل کے طور پر نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس میں مقصدیت، اعتدال اور اخلاقی ذمہ داری اہمیت رکھتی ہے۔ اسی طرح فنونِ لطیفہ جیسے موسیقی، مصوری، شاعری، ڈرامہ اور دیگر تخلیقی سرگرمیوں کو اس وقت تک سراہا جاتا ہے جب وہ توحید کی عظمت کو اجاگر کریں، اخلاقی اقدار کو فروغ دیں اور انسانی سوچ و عمل کو بھلائی کی طرف مائل کریں۔ تاہم، فحاشی، بے حیائی، ظلم یا اخلاقی انحطاط کی ترویج کرنے والے فنون اسلام میں قابل قبول نہیں ہیں۔ موجودہ دور میں، جب کہ عالمی سطح پر فنونِ لطیفہ اور تفریح کے رجحانات میں انحراف اور آزادروی دیکھی جارہی ہے، یہ تحقیق اسلامی معاشروں کو اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ وہ اپنے اصولوں کے مطابق فنونِ لطیفہ اور تفریح کے انتخاب میں محتاط رہیں۔ یہ تحقیق بتاتی ہے کہ اگر اسلامی اصولوں کے مطابق تفریح اور فنون کو فروغ دیا جائے تو یہ نہ صرف فرد کی روحانی، ذہنی اور جسمانی نشوونما میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ ایک پاکیزہ، مہذب اور متوازن معاشرے کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1. امام بخاری، صحیح بخاری، دار ابن کثیر، بیروت، 1987ء
2. امام قرطبیؒ، الجامع لأحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964ء
3. ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت، 2004ء
4. عبداللہ عزام، من فقہ الجہاد، دار الفتح، عمان، 1989ء
5. ابوداؤد، سنن ابوداؤد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2009ء
6. امام نووی، شرح صحیح مسلم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2000ء
7. ابن قیم، مدارج السالکین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء
8. علوان، عبداللہ بن صالح. آداب المزاح۔ مکتبہ دار السلام، 2010
9. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ دار المعرفہ، 1379ھ
10. ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ قاہرہ، 1388ھ
11. عثمانی، محمود اشرف۔ مولانا کھیل اور تفریح کی شرعی حدود۔ مکتبہ اسلامیہ، 2005
12. عیسی، کمال محمد۔ خصائص مدرسۃ النبویۃ۔ مکتبہ دار السلام، 1997
13. ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحزن وا لبکاء، مکتبہ دار السلام، 1998
14. لبیہقی، ابو بکر۔ شعب الایمان، حدیث نمبر 4897۔ مکتبہ دار السلام، 2003
15. ابن حجر، احمد بن علی۔ فتح الباری۔ دار الکتب العلمیہ، 2005
16. الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین، مکتبہ دار الکتب، 1990
17. الصدیقی، محمد بن علان۔ الفتوحات الربانیۃ علی الذکار النواویۃ، جمیعۃ النشر والتالیف الأزہریہ، بیروت، 2000

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

18. المناوی، محمد بن تاج العارفین۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیرہ،۔المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر،1990۔
19. مفتی محمد شفیع۔ معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی،2008
20. ابن ابی شبیہ، عبداللہ بن یوسف۔ کتاب اللباس والزینۃ، باب في لباس القباطي للنساء،۔ دار الفکر،2005
21. ابن ھشام، محمد بن اسحاق۔ السیرۃ النبویۃ، دار المعرفۃ،2003۔
22. نظام الدین بلخی۔ الفتاویٰ الھندیۃ، دار الفکر، بیروت،2013
23. فیصل بعداني۔ الترویح عن النفس في الِاسلام، محلۃ البیان
24. لراجحي، شریف بن علي۔ طوفان البلاءا لتمثیل والغناء۔مکتبۃ النور، اتر پردیش، ہندوستان،2009
25. الصفدي، خلیل بن ابیک صلاح الدین۔ الوافي بالوفیات، ودار احیاء التراج، بیروت،2017
26. طاہر القادری ڈاکٹر فکری مسائل کا اسلامی حل (منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور (2015)

Bibliography

1. Imam Bukhari, Sahih Bukhari, Dar Ibn Kathir, Beirut, 1987, Hadith No. 1968.
2. Imam Ghazali, Ihya' Ulum al-Din, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 2005Imam
3. Imam Qurtubi, Al-Jami' li Ahkam al-Quran, Dar al-Kutub al-Misriyya, Cairo, 1964
4. Ibn Khaldun, Muqaddimah Ibn Khaldun, Dar al-Fikr, Beirut, 2004
5. Abdullah Azzam, Min Fiqh al-Jihad, Dar al-Fatah, Amman, 1989
6. Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 2009
7. Imam Nawawi, Sharh Sahih Muslim, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 2000
8. Ibn Qayyim, Madarij al-Salikin, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 2003
9. Alwan, Abdullah bin Saleh, Adab al-Mazah, Maktabah Dar al-Salam,1998
10. Usmani, Mahmood Ashraf, Maulana Khil aur Tafreeh ki Shar'i Hudood, Maktabah Islamiyyah, 2005
11. Isa, Kamal Muhammad, Khasa'is Madrasah al-Nabawiyyah, Maktabah Dar al-Salam, 1997
12. Al-Bayhaqi, Abu Bakr, Shu'ab al-Iman, Hadith No. 4897. Maktabah Dar al-Salam, 2003.
13. Ibn Hajar, Ahmad bin Ali, Fath al-Bari, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 2005
14. Al-Siddiqi, Muhammad bin Allan, Al-Futuhat al-Rabbaniyyah ala al-Zikri al-Nawawiyyah. Jam'iyat al-Nashr wa al-Talif al-Azhariyyah, Beirut, 2000.
15. Al-Munawi, Muhammad bin Taj al-'Arifin, Fayz al-Qadir Sharh al-Jami' al-Saghir, Al-Maktabah al-Tijariyyah al-Kubra, Egypt, 1990.
16. Hamdan Sufi, Al-Islam wa al-Tarwih, Dar al-Salam, 2005
17. Mufti Muhammad Shafi, Ma'ariful Quran, Vol. 8, p. 808. Maktabah Ma'ariful Quran, Karachi, 2008.
18. Ibn Abi Shaiba, Abdullah bin Yusuf, Kitab al-Libas wa al-Zina, Chapter: On the Clothing of Women,. Dar al-Fikr, 2005.
19. Ibn Hisham, Muhammad bin Ismail, Al-Sirah al-Nabawiyyah. Dar al-Ma'rifah, 2003.
20. Faisal Badani, Al-Tarwih 'An al-Nafs fi al-Islam, Mahalat al-Bayan
21. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari. Dar al-Salam, 2009.
22. Al-Rajhi, Sharif bin Ali, Tufan al-Bala al-Tamthil wa al-Ghina, Maktabah al-Nur, Uttar Pradesh, India, 2009
23. Al-Rajhi, Sharif bin Ali, Tufan al-Bala al-Tamthil wa al-Ghina
24. Al-Safadi, Khalil bin Abi Bakr Salah al-Din, Al-Wafi bil-Wafayat, Dar al-Ihya' al-Turath, Beirut, 2017
25. Dr. Tahir ul-Qadri, Fikri Masail ka Islami Hal (Minhaj-ul-Quran Publications, Lahore, 2015)